۶

نئی نسل کا نوحہ

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- کسی ادبی یا صحافتی موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں استدلال، درست تلفظ اور عمدہ لب لہجے کے ساتھ زبانی (فی البدیہہ اور یاد کی ہوئی) تقریر کر سکیں۔
- عبارت (منظوم) پڑھتے ہوئے تمام علامات اوقاف کا لحاظ رکھ سکیں۔
- کسی بھی نظم پارے میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے شاعر اور قارئین کے نقطۂ نظر کے ساتھ اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔
- نظم / غزل کے اشعار کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، انداز بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کر سکیں۔
- کسی بھی نظم کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔
- نظم بہ لحاظ ہیئت (غزل، مسدس، مخمس) میں امتیاز کر سکیں۔

خاص	چھب	کُہنہ	خیالِ تازہ	جنسِ کمال	بھید
الفاظ	حواسِ خمسہ	مُعتبر			

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو پابند نظم، آزاد نظم اور نظم معریٰ کے حوالے سے آگاہی دیں۔

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

قیام پاکستان کے بعد شہرت پانے والے تین شاعروں کے نام بتائیں۔

متن

میں سوچتا ہوں،
لکھا ہے جو کچھ، پڑھا ہے جو کچھ، وہ کس لیے تھا
کہاں سے پوچھوں!
وہ کس لیے ہے کسے بتاؤں،
مجھے عقیدوں کے خواب دے کر کہا گیا، ان میں روشنی ہے!
چمکتی قدروں کی چھب دکھا کر مجھے بتایا یہ زندگی ہے
سکھائے مجھ کو کمال ایسے

یقیں نہ لائیں سکھانے والے اگر انھی کو میں جا سناؤں
میں کہنہ آنکھوں کی دسترس میں نئے مناظر کہاں سے لاؤں
کہاں پہ جنسِ کمال رکھوں، خیالِ تازہ کہاں سجاؤں
زمین پاؤں تلے نہیں ہے، تو کیسے تاروں کی سمت جاؤں
پُرانی قدریں جو محترم ہیں
اُنھیں سنبھالوں یا آنے والے نئے عقیدوں کا بھید پاؤں
وہ سب عقیدے، تمام قدریں خیال سارے
جو مجھ کو سکے بنا کے بخشے گئے تھے میرے حواسِ خمسہ سے معتبر تھے
جب اُن کو رہبر بنا کے نکلا
تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہے
میں ایسے بازار میں کھڑا ہوں جہاں کرنسی بدل چکی ہے

(میرے بھی ہیں کچھ خواب)

امجد اسلام امجدؔ (۱۹۴۴ء۔۲۰۲۳ء)

ایک پاکستانی اردو شاعر، ڈراما نگار اور گیت نگار تھے۔ ۵۰ سال کو محیط ادبی زندگی میں انھوں نے چالیس سے زائد کتابیں تصنیف کی۔ انھیں اپنے ادبی کام اور ٹی۔وی کے لیے اسکرین پلے کے لیے بہت سے اعزازات ملے، جن میں تمغائے حسن کارکردگی اور ستارۂ امتیاز شامل ہیں۔

امجد اسلام امجدؔ کی پیدائش ۴ اگست ۱۹۴۴ء کو لاہور میں ہوئی۔ انھوں نے اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔اے کرنے کے بعد پنجاب یونی ورسٹی سے اردو میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایم۔اے۔او کالج لاہور کے شعبۂ اردو میں اُستاد کی حیثیت سے کیا۔

۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۹ء کے درمیان امجد اسلام امجد پاکستان ٹیلی ویژن نیٹ ورک کے ڈائریکٹر رہے۔ ۱۹۸۹ء میں انھیں اردو سائنس بورڈ کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔ انھوں نے چلڈرن لائبریری پروجیکٹ میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی تھیں۔ ان کی شخصیت پر تقریباً دس سے زائد تنقیدی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

امجد اسلام امجدؔ کی وفات ۱۰ فروری ۲۰۲۳ء کو لاہور میں دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی۔ ان کے شعری مجموعوں میں: ''بارش کی آواز''، ''شام سرائے''، ''اتنے خواب کہاں رکھوں''، ''نزدیک''، ''یہیں کہیں''، ''ساتواں در''، ''فشار''، ''سحر آثار''، ''ساحلوں کی ہوا''، ''محبت ایسا دریا ہے''، ''برزخ''، ''اس پار'' اور ''وارث'' شامل ہیں۔ ڈراما ''وارث'' ان کی شناخت بنا۔

مشق

۱۔درج ذیل موضوعات میں سے کسی ایک موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں استدلال، درست تلفظ اور عمدہ لب لہجے کے ساتھ کالج اسمبلی میں زبانی (فی البدیہہ اور یاد کی ہوئی) تقریر کریں:

الف۔ بچّوں کا شعور

ب۔ ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

ج۔ تحفظِ اطفال

۲۔درج ذیل عبارت (منظوم) پڑھتے ہوئے تمام علامات اوقاف کا لحاظ رکھیں:

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے
ہے اہلِ دل کے لیے اب یہ نظمِ بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد
بہت ہے ظلم کے دستِ بہانہ جُو کے لیے
جو چند اہلِ جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہلِ ہوس مدعی بھی، منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں
مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں

۳۔درج ذیل نظم پارے میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے شاعر اور قارئین کے نقطۂ نظر کے ساتھ اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا اظہار کریں:

دِلوں میں جاگ اُٹھا تھا یہاں احساس خدمت کا
مریضِ انسانیت کا مل رہا تھا غسل صحت کا
رضا کاری کے رشتے سے تھا اِس گُلش کا شیرازہ

یہاں مسرور ہر چہرہ تھا ، جیسے پھول ہو تازہ
یہاں سرمایہ و محنت سے غائب تھی حدِ فاصل
کہ جس کا نام سرمایہ ہے محنت ہی کو تھا حاصل
متاعِ محنت و سرمایہ تھے شیر و شکر دونوں
دفاعِ جبر شخصی کے لیے ، سینہ سپر دونوں

۴۔ درج ذیل نظم پارے کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، اندازِ بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کریں:

کہاں پہ جنسِ کمال رکھوں، خیالِ تازہ کہاں سجاؤں
زمین پاؤں تلے نہیں ہے، تو کیسے تاروں کی سمت جاؤں
پُرانی قدریں جو محترم ہیں
اُنھیں سنبھالوں یا آنے والے نئے عقیدوں کا بھید پاؤں
وہ سب عقیدے، تمام قدریں خیال سارے
جو مجھ کو سکے بنا کے بخشے گئے تھے میرے حواسِ خمسہ سے معتبر تھے
جب اُن کو رہ بر بنا کے نکلا
تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہے
میں ایسے بازار میں کھڑا ہوں جہاں کرنسی بدل چکی ہے

۵۔ "نئی نسل کا نوحہ" نظم کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھیں۔

سرگرمی

درج ذیل میں مسدس، مخمس، اور غزل میں امتیاز کریں:

یوں کہنے کو، پیرایۂ اظہار بہت ہے
یہ دِل، دلِ ناداں سہی، خوددار بہت ہے

دیوانوں کو اب، وسعتِ صحرا نہیں درکار
وحشت کے لیے، سایۂ دیوار بہت ہے

بجتا ہے، گلی کوچوں میں، نقارۂ الزام
ملزم کہ خموشی کا، وفادار بہت ہے

جب حُسن تکلّم پہ، کڑا وقت پڑے تو
اور کچھ بھی نہ باقی ہو، تو تکرار بہت ہے

خود آئینہ گر آئینہ چھوڑے ،تو نظر آئے
دہکا ہوا ہر شعلۂ رخسار، بہت ہے

مُنصف کے لیے، اذن سماعت پہ ہیں پہرے
اور عدل کی زنجیر میں، جھنکار بہت ہے
(زہرہ نگار)

چلنا وہ بادِ صبح کے، جھونکوں کا، دم بہ دم
مرغانِ باغ کی، وہ خوش الحانیاں، بہم
وہ آب و تابِ نہر، وہ موجوں کا پیچ و خم
سردی ہوا میں ، پر نہ زیادہ، بہت، نہ کم
کھا کھا کے اوس، اور بھی سبزہ، ہرا ہوا
تھا موتیوں سے، دامنِ صحرا، بھرا ہوا
(میر انیس)

مسجد بھی، آدمی نے بنائی ہے، یاں میاں
بنتے ہیں، آدمی ہی امام، اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں، آدمی ہی قرآن، اور نمازیاں
اور آدمی ہی، ان کی چُراتے ہیں، جُوتیاں
جو ان کو، تاڑتا ہے سو ہے، وہ بھی آدمی
(نظیر اکبر آبادی)